شرکۃ العقد کی بنیاد پر رننگ مشارکہ کا تصور، شرائط اور تطبیقات کا تحقیقی جائزہ

Hussain Ahmad
PhD Research Scholar,
Department of Quran and Sunnah ,University of Karachi
Email: hussainsaif3030@gmail.com
Dr. Zeenat Haroon
Associate Professor,
Department of Quran and Sunnah, University of Karachi
Email: dr.zeenat@uok.edu.pk

ABSTRACT

Running Musharakah is an emerging and innovative instrument of modern Islamic finance, widely adopted by contemporary interest-free financial institutions. It is a simple and highly beneficial financing tool that facilitates the acquisition of funds and capital for any Shariah-compliant purpose, thereby fulfilling the needs of the client while ensuring a suitable investment opportunity for the bank. This mechanism was primarily introduced as a Shariah-compliant alternative to the conventional running finance facility prevalent in interest-based commercial banks. While the detailed nature and features of Running Musharakah have been discussed in our separate article titled "Characteristics of Running Musharakah", the present article focuses on its foundational basis. Since Running Musharakah is fundamentally based on Shirkat-ul-Aqd, this paper aims to address four core questions:
First, what is the basis of Running Musharakah?
Second, what is the reality of Shirkat-ul-Aq?
Third, how is the entitlement to profit determined in Running Musharakah?
And fourth, what are the Shariah conditions for its validity?
This study concisely examines these aspects, avoiding unnecessary details and focusing on the core objectives. May Allah Subhanahu wa Ta'ala grant us the correct understanding of His Deen. Ameen.

Keywords: Running Musharakah, Shirkat-ul-Aqd, Islamic Banking, Participatory Finance, Profit Entitlement

تعارف

رننگ ایک ابھرتا ہوا جدید فائنانس کا طریقہ کار ہے، جس میں عصر حاضر کے غیر سودی مالیاتی ادارے بکثرت عمل پیرا ہے، یہ ایک آسان اور نہایت مفید فائنانسنگ ٹول ہے، جس کے تحت کسی بھی جائز مقصد کیلئے رقم

اور سرمایہ کا حصول ممکن ہو جاتا ہے، جس میں ضرورت مند کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے، اور بینک کا مناسب سرمایہ کاری فراہم ہو جاتی ہے، بنیادی طور پر سودی اور کمرشل بینکوں میں رائج رننگ فائنانس کے متبادل کے طور پر یہ طریقہ کار وجود میں آیا ہے، رننگ فائناس کی حقیقت کیا ہے، اور اس کی خصوصیات کیا ہیں؟ اس پر مفصل گفتگو ہم اپنے دوسرے آرٹیکل جو رننگ مشارکہ کی خصوصیات کے عنوان ہے، اس میں کم کر چکے ہیں، چونکہ رننگ مشارکہ کی بنیاد شرکۃ العقد پر ہے، اس لئے زیر نظر آرٹیکل میں بنیادی طور پر یہ بیان ہو گا کہ:

ا۔۔۔:رننگ مشارکہ کی بنیاد کیا ہے؟

۲۔۔۔:شرکۃ العقد کی حقیقت کیا ہے؟

۳۔۔۔:رننگ مشارکہ میں نفع کا استحقاق کیسے ہوتا ہے؟

۴۔۔۔:رننگ مشارکہ کے جواز کی شرائط کیا ہیں؟

چنانچہ یہ آرٹیکل مختصر طور پر ان امور پر مشتمل ہے، غیر ضروری تفصیل اور طوالت سے بچتے ہوئے ہم اصل مقصد کا بیان شروع کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اپنے دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

شرکۃ العقد کیا ہے؟

شرکۃ العقد شرکۃ الملک کے مقابلہ اور ضد میں وجود پذیر ہونے والا شرکت کا معاہدہ اور معاملہ ہے، شرکۃ الملک میں شرکاء کا مقصود کسی بھی چیز کی ملکیت ہوتی ہے، ان کا اصل مقصد نفع کمانا نہیں ہوتا، بلکہ ان کا مقصد ملکیت کا حصول ہوتا ہے، پھر شرکۃ ملک کبھی اختیاری ہوتی ہے، جیسے دو افراد مل کر اپنے ذاتی استعمال کیلئے کوئی مکان خرید لیں، اور کبھی غیر اختیاری ہوتی ہے، جیسے کوئی شخص فوت ہوا، اس کے دو بیٹے ہیں، یا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں، تو یہ مکان ان تمام اولاد کی مشترکہ ملکیت ہے، اور ان سب کی یہ شرکت شرکتِ ملک کہلاتی ہے۔ چنانچہ ذاتی مصارف اور ذاتی ضرورت کیلئے اسلامی مالیاتی اداروں کی طرف سے رخ کرنے والے صارفین کی ضرورت پوری کرنے کیلئے اسلامی مالیاتی ادارے شرکتِ متناقصہ یا اجارہ وغیرہ کی پالیسی اختیار کرتے ہیں، کیونکہ اس میں مقصود نفع کمانا اور نفع میں شریک ہونا نہیں ہوتا، بلکہ کوئی بھی فرد اپنی ذاتی ضرورت کیلئے کسی بھی چیز کا مالک بننا چاہتا ہے۔

جبکہ شرکۃ العقد نفع میں شرکت کو کہا جاتا ہے، ایسی شرکت جس میں شرکاء کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ ہم نے صرف کسی چیز کا مالک نہیں بننا، بلکہ ہم نے کوئی بھی چیز خرید کر مشترکہ ملکیت کے بعد اسے آگے فروخت کرنا ہے،

اور جو کچھ نفع حاصل ہو گا وہ باہم طے شدہ تناسب سے تقسیم کرنا ہے، یہ شرکت شرکۃ العقد ہے، علامہ سرخسی رحمہ اللہ المبسوط میں فرماتے ہیں کہ:

(ثم) الشركة نوعان: شركة الملك وشركة العقد. (وأما شركة العقد) فالجائز منها أربعة أقسام: المفاوضة، والعنان، وشركة الوجوه، وشركة التقبل. ويسمى هذا شركة الأبدان، وشركة الصنائع. [1]

علامہ سرخسی رحمہ اللہ تعالی کی مذکورہ عبارت میں پہلے شرکت کی تقسیم کی ہے، چنانچہ پہلے شرکت کو دو اقسام کی طرف سے منقسم کیا ہے، جن میں شرکتِ ملک اور شرکۃ العقد ہے، پھر شرکۃ العقد کی اقسام بیان فرمائی ہیں، لیکن شرکۃ العقد کی کوئی تعریف ذکر نہیں فرمائی، تاہم ذکر کردہ اقسام سے تعریف اور شرکۃ العقد کا مقصد واضح ہوتا ہے کہ شرکۃ العقد وہ ہے، جس میں نفع میں شرکت کیلئے معاہدہ کیا جاتا ہے، صرف ملکیت مقصود نہیں ہوتی۔

اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب مجمع الأنہر میں ہے کہ:

(والثانية) أي شركة العقد (أن يقول أحدهما شاركتك في كذا) أو في عامة التجارات (ويقبل الآخر) لأنه عقد من العقود فلا بد من الإشارة بركنه وعن هذا قال (وركنها) أي ماهيتها من الركن يطلق على جميع الأجزاء كما في القهستاني (الإيجاب والقبول وشرطها) أي شركة العقد (عدم ما يقطعها) أي الشركة ۔[2]

اس عبارت میں بھی اگرچہ شرکۃ العقد کی کوئی واضح تعریف ذکر نہیں فرمائی گئی ہے، لیکن بنیادی طور پر یہ بات سمجھ آتی ہے کہ شرکۃ العقد کا مقصود کیا ہے؟ کیونکہ شرکۃ العقد کی صورت یہ ذکر فرمائی ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو مالی معاملات کے لین دین میں شریک کرلے، اور دوسرا اس کو قبول کرلے، اور لین دین اور کاروبار کا مقصد نفع ہوتا ہے، اور ساتھ ہی ساتھ یہ شرط بھی بیان کردی کہ اس شرکت کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس میں کوئی ایسی شرط نہ لگائی جائے جو نفع میں شرکت کو ختم کرنے والی ہو، اور یہ وہ شرط ہوتی ہے، جس میں کسی ایک شریک کیلئے نفع کی کوئی رقم مقرر کرلی جاتی ہے، مثلاً دس ہزار، بیس ہزار وغیرہ، یہ شرط ایسی ہے، جو نفع میں شرکت ختم کرنے کو مستلزم ہے، کیونکہ عین ممکن ہے کہ جس شریک کیلئے نفع کی رقم طے ہوئی ہے، کل شرکت کا نفع ہی اسی قدر ہو، ایسی صورت میں دوسرے شریک کو نفع میں سے کچھ نہیں ملا، اور یہ شرکت کے مقصد کو ختم کرنے کے مترادف ہے، کیونکہ شرکۃ العقد کا مقصود ہی نفع میں شرکت ہے، اور اس شرط کی وجہ سے یہ مقصد فوت ہوگیا، اس لئے اس قسم کی شرط لگانے کی اجازت نہیں ہوسکتی۔

فقہ حنفی کی مشہور قانونی زبان رکھنے والی کتاب مجلۃ الاحکام العدلیہ میں درج ہے کہ:

الفصل الأول: في بيان تعريف شركة العقد وتقسيمها۔المادة (1329) شركة العقد عبارة عن عقد شركة بين اثنين أو أكثر على كون رأس المال والربح مشتركا بينهم.[3]

مجلۃ الاحکام العدلیہ کی اس عبارت سے شرکۃ العقد کی تعریف واضح ہوتی ہے کہ شرکۃ العقد ایسی شرکت کا نام ہے، جس میں راس المال میں بھی دونوں فریق شریک ہوں، اور نفع میں بھی دونوں شریک ہوں، گویا شرکۃ العقد کا مقصد ہی نفع میں شرکت ہے، جبکہ شرکۃ الملک میں اصل پیشِ نظر ملکیت مقصود ہوتی ہے، اس میں کاروبار، تجارت اور پھر حاصل شدہ نفع میں شرکت مقصود نہیں ہوتی۔ رننگ مشارکہ شرکۃ العقد ہی کی ایک قسم ہے کیونکہ اس میں شرکاء کا مقصد محض ملکیت نہیں ہوتی، بلکہ حاصل شدہ نفع میں شرکت ہوتی ہے۔[4]

شرکۃ العقد کا اطلاق دو قسم کی صورتوں پر ہوتا ہے

پہلی صورت: کسی بھی کمپنی کے موجودہ ایسٹ میں کچھ حصہ خرید کر مستقل شرکت کرلینا، جس میں کمپنی کے ہونے والے کاروبار کے منافع میں سے حصہ لینا بھی مقصود ہے، اور سالانہ ڈیویڈنڈ لینا بھی مقصود ہوتا ہے، یہ مستقل اور اسٹیجٹک شرکت ہے، جو بینک یا کسی بھی مالیاتی ادارہ کی طرف سے کسی بھی کمپنی کے ساتھ نفع ونقصان دونوں میں طے شدہ تناسب سے شرکت کے ساتھ انجام پذیر ہوتی ہے، جدید مالیاتی قوانین کے مطابق یہ سرمایہ کاری(Investment) میں داخل ہے۔ اور شرکت کی یہ ایک عام اور رائج صورت ہے، جس میں شریک کسی بھی کمپنی کے ٹوٹل حاصل شدہ منافع میں، ڈیویڈنڈ میں شریک ہوتا ہے، اور اگر خسارہ ہو تو خسارہ بھی اپنے سرمایہ کے تناسب سے برداشت کرتا ہے، اس قسم کی شرکت کیلئے(Class faction of credit capital) کے مراحل ہوتے ہیں، اور رسک مینجمنٹ کے اصولوں اور مروجہ قوانین کے مطابق شرکت کا اطلاق ہوتا ہے، اور قوانین میں اس کو شرکت ہی سمجھا جاتا ہے، چنانچہ موجودہ دور میں رائج شرکت کی اکثر صورتیں شرکۃ العقد کی اسی صورت میں داخل ہیں۔[5]

دوسری صورت: اور دوسری صورت شرکۃ العقد کی ایسی ہے، جو فائنانسنگ کیلئے استعمال ہوتی ہے، اور مختصر وقت کیلئے فائنانسنگ کی سہولت ہے، جب سے غیر سودی مالیاتی ادارے وجود میں آئے ہیں، ان اداروں میں شرکۃ العقد کا یہ مفہوم یہ طریقہ بہت رائج ہوگیا ہے، شرکۃ العقد کی اس صورت میں اصل مقصود کسی بھی ضرورت مند کمپنی کو درکار سرمایہ کی ضرورت پوری کرنا ہوتی ہے، اس شرکت کا مقصد مستقل طور پر کمپنی کے تمام اثاثہ جات میں شریک

ہونا نہیں ہوتا، اور نہ کمپنی کے سالانہ منافع میں شمولیت مقصود ہوتی ہے، جیسا کہ پہلی صورت میں ہم نے ذکر کیا، بلکہ شرکت کی اس صورت میں شریک ہونے والا یہ چاہتا ہے کہ وہ بہت مختصر مدت کیلئے کمپنی کے اثاثہ جات میں شریک ہو، اور نفع حاصل کر کے اس شرکت سے نکل جائے، اس شرکت میں نفع کا حساب بیلنس شیٹ کے ذریعہ نہیں ہوتا، بلکہ اس کا طریقہ کار یکسر مختلف ہوتا ہے، غرض شرکت کی اس قسم میں مختصر مدت کیلئے کوئی فائنانسر آیا، اس نے کمپنی کے اثاثہ جات میں کچھ حصہ خرید کر شرکت کی، کمپنی کی ضرورت پوری ہوئی، اور وہ اثاثہ جات فروخت ہونے پر نفع حاصل ہوا، اور فائنانسر نفع اور سرمایہ لے کر اس شرکت سے نکل گیا۔ شرکۃ العقد کی یہ دوسری صورت اور دوسرا مفہوم ہی رننگ مشارکہ (Running Musharkah) کہلاتا ہے۔

مشارکہ دائمی ہو یا عارضی نفع ونقصان کا حکم ایک ہی ہے۔

شرکتِ متناقصہ دائمی ہوتی ہے، یعنی طویل المدت ہوتی ہے، اور شرکۃ العقد کی جو پہلی صورت ہم نے بیان کی، وہ بھی مستقل اور دائمی ہوتی ہے، جبکہ دوسری صورت اور دوسرا مفہوم شرکت کا بہت مختصر ہوتا ہے، اس لئے اس دوسری صورت کو غیر دائمی یا وقتی شرکت کہا جاتا ہے، لیکن شرکت دائمی ہو یا وقتی اور عارضی ہو، طویل المدت (Long term) ہو یا مختصر مدت (Short Term) کیلئے ہو، نفع ونقصان کا حکم ایک ہی جیسا ہے، یعنی جس طرح طویل المدت شرکت میں ہر شریک شرکت میں ہونے والے نفع کا حقدار ہے، اسی طرح مختصر مدت کیلئے شرکت ہو، تو اس میں بھی ہونے والے نفع میں دونوں شریک باہم طے شدہ تناسب سے نفع میں حقدار ہوں گے، کیونکہ شریعتِ مطہرہ نے نفع ونقصان کی تقسیم کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا، نہ شریعت نے بیع وشراء اور شرکت کیلئے کوئی مدت طے کی ہے، بلکہ شرکت کا معاہدہ ایک دن کیلئے بھی ہو سکتا ہے، ایک معاہدہ تک بھی محدود ہو سکتا ہے، اس لئے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رننگ مشارکہ میں معاہدہ قلیل المدت ہوتا ہے، اور اس میں وقت بہت کم دیا جاتا ہے، لہذا کوئی شریک اگر جلد نکل جانا چاہے تو اس کو نفع میں سے حصہ کم ملنا چاہیے اور شرکت کا یہ معاملہ بھی جائز نہیں ہونا چاہیے تو یہ بات شرعی اصولوں کی روشنی میں درست نہیں ہوگی، بلکہ شرکت معاملہ جائز ہے چاہے ایک دن کیلئے ہو چاہے کئی دنوں کیلئے یا سال اور مہینوں کیلئے۔

عام طور پر ریگولیٹری ادارے اس قسم کی شرکت کو شرکت میں داخل نہیں کرتے کیونکہ اس میں رسک اور نقصان میں، اور شئیرز میں شرکت نہیں ہوتی، اور شرکت بھی کمپنی کے سرمایہ میں بہت محدود دائرہ میں ہوتی ہے، تاہم اسلامی مالیاتی ادارے اسے شرکت قرار دیتے ہیں، اور اس پر شرکت ہی کے احکام کے مطابق عمل کرتے

ہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ کبھی کبھار صارف اور گاہک کی ضرورت اور اس کی حاجت (Working capital) کی ہوتی ہے، ایسے میں دوسرا کوئی طریقہ تمویل موجود نہیں رہتا سوائے مشارکہ، تورق اور وکالت کے، اس لئے ایسی صورتِ حال میں غیر سودی مالیاتی ادارے مشارکہ کو ترجیح دیتے ہیں۔

دوسری وجہ اس کی یہ بھی ہے کہ بہت سے علمائے کرام نے تورق کی عام اجازت نہیں دی،(6) وہ تورق کو ایسے ہی جائز اور بلاشبہ وبلا روک ٹوک کے اس درجہ میں کام میں نہیں لاتے، جس درجہ میں دوسرے فائنانسنگ ٹول استعمال میں لائے جاتے ہیں، ایسی حالت میں نقدی کی ضرورت پوری کرنے کیلئے ضروری ہو جاتا ہے کہ اسلامی مالیاتی ادارے شرکۃ العقد ہی کو بنیاد رکھیں لیکن ساتھ ساتھ کچھ ضروری شرائط ہیں، جن کی رعایت لازم ہے، ان کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

شرکۃ العقد کی بنیاد پر مشارکہ کی تطبیقی صورتیں

فقہائے قدیم کی عبارات میں مشارکۃ کی ایسی صورتیں اور اقسام درج نہیں ہیں، جو حالیہ دور میں رائج ہوگئی ہیں، ذیل میں کچھ تطبیقی اور عملی صورتیں درج ہیں، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ فقہی تقسیم کے اعتبار سے قسمیں نہیں ہیں، بلکہ جب سے اسلامی مالیاتی ادارے وجود میں آئے ہیں، تب سے ان اداروں میں مشارکہ کی تین صورتیں رائج ہیں:

پہلی صورت

مشارکۃ ثابتۃ ودائمہ۔۔۔اس سے مراد شرکۃ العقد کی ایسی صورت ہے، جس میں ایک خاص مدت کیلئے کسی بھی شریک مثلاً کمپنی، فیکٹری کو سرمایہ فراہم کیا جاتا ہے، اس میں شرکت کیلئے فراہم کیا گیا سرمایہ شریک طے شدہ مدت سے پہلے بالکل بھی واپس نہیں کرتا، بلکہ راس المال اور بنیادی سرمایہ اس وقت واپس کرتا ہے جب معاملہ کیلئے طے شدہ وقت مکمل ہو جائے، البتہ اس وقت کے دوران یعنی طے شدہ مدت کے اندر اندر شریک مختلف طور طریقے سے نفع دیتا رہتا ہے۔ اور جب معاہدہ کا وقت مکمل ہو جاتا ہے، اس وقت تصفیہ ہوتا ہے، اور تمام نفع ونقصان کا حساب کیا جاتا ہے۔ شرکۃ العقد کی اس صورت کو مشارکۃ ثابتہ کہتے ہیں، کیونکہ اس شرکت میں راس المال اور شرکت کا بنیادی سرمایہ طے شدہ مدت کیلئے مکمل طور پر شریک کے پاس رہتا ہے، اسے استعمال کی شریک کو اجازت ہوتی ہے، اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی بلکہ طے شدہ وقت کیلئے مکمل طور پر سرمایہ شریک ہی کے تصرف میں ہوتا ہے۔

دوسری صورت

المشارکۃ الوقتیۃ۔:شرکت کی یہ دوسری صورت شرکۃ المتناقصہ کے نام سے جانی جاتی ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر شرکت ایسی اشیاء میں ہو، جن میں اصل مقصود تملک نہیں بلکہ استرباح ہے، جیسے برائے فروخت (Good for sale) میں شرکت ہو، تو چونکہ اس میں مقصود نفع میں شرکت ہوتی ہے، اس لئے یہ شرکۃ العقد ہے، چاہے کسی عین میں یا اعیان کے مجموعہ میں ہو، جیسے شرکتِ مِلک میں ہوتا ہے۔

تیسری صورت

المشارکۃ المتغیرۃ۔:اس سے مراد شرکت کی ایسی صورت ہے، جس میں عامل اور شریک کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے دوسرے شریک سے بطورِ راس المال رقم لیتا رہے، اور بطورِ شرکت اپنے کاروبار میں لگاتا رہے، اور جیسے جیسے اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو وہ یہ رقم دوبارہ اصل سرمایہ میں ملاتا رہے، شرکت کی اس صورت میں ایک شریک کا حصہ کم زیادہ ہوتا رہتا ہے، اور اس میں نفع کا حساب بھی کم زیادہ ہوتا رہتا ہے، اس لئے اس صورت کو المشارکۃ المتغیرۃ کہا جاتا ہے، اور عام طور پر غیر سودی مالیاتی اداروں میں یہ طریقہ رننگ فائنانس کے متبادل کے طور پر بکثرت استعمال ہوتا اور ورکنگ کیپٹل کی ضروریات پوری کرنے کیلئے اس کی طرف غیر سودی مالیاتی اداروں کا رجحان کثرت سے ہو رہا ہے۔

رننگ مشارکہ کے جائز ہونے کی شرائط

رننگ مشارکہ کے جائز ہونے کی شرائط وہی ہیں جو عام شرکۃ کے جائز ہونے کی ہیں، جو مختصراً ذیل میں نمبروار درج کی جا رہی ہیں:

۱۔۔۔:راس المال معلوم ہو۔ یعنی ٹوٹل سرمایہ معلوم ہو، اس میں یہ طے ہو جائے کہ بینک کا سرمایہ کس قدر ہو گا، اور شریک کی طرف سے کس قدر سرمایہ شامل کیا جائے گا۔

۲۔۔۔: نفع کا تناسب معلوم ہو، یعنی یہ معلوم ہو کہ شرکاء میں سے ہر ایک کو کل حاصل شدہ نفع میں سے کس قدر حصہ ملے گا، اور کس تناسب سے ملے گا۔

۳۔۔۔: جس شریک کے ساتھ کاروبار میں شریک ہو رہے ہیں، اس کے کاروباری اثاثہ جات موجود ہوں۔

۴۔۔۔: یہ اثاثہ قابلِ فروخت ہوں، یا تو فعلی طور پر جیسے خام مال اور تیار مال وغیرہ، یا فروخت ہوسکتے ہوں، جیسے فکس ایسٹ وغیرہ۔

۵۔۔۔: جس کاروبار میں شرکت مقصود ہے، وہ کاروبار فی نفسہ جائز بھی ہو، شرعاً ممنوع کاروبار نہ ہو۔

۶۔۔۔: نفع کی تقسیم کا ریشو متعین ہو، اور پرافٹ سیلنگ بھی صارف کو بھی مکمل طور پر بتائی جائے۔(7)

۷۔۔۔: وقتاً فوقتاً بینک کی طرف سے کسٹمر کو جو سہولت دی جارہی ہے، اور رقم فراہم کی جارہی ہے، اور صارف اس کو کاروبار میں لگارہا ہے، یہ رقم ابتداء سے انتہاء تک معلوم ہو۔

۸۔۔۔: کاروبار میں اگر خدانخواستہ کوئی نقصان ہوجائے تو ہر شریک اپنے لگائے ہوئے سرمایہ کے تناسب سے ذمہ دار ہوگا، کسی بھی ایک شریک پر اس کے سرمایہ کے تناسب سے زیادہ کی ذمہ داری ڈالنا جائز نہیں ہے۔[8]

۹۔۔۔: سرمایہ یا نفع کا ضمان کسی بھی طرف سے نہ ہو، یعنی بینک کی طرف سے ہر صورت میں نفع دینے یا لینے کی شرط نہ ہو، اور نہ یہ شرط ہو کہ بہر صورت سرمایہ واپس کرنا ہوگا اور صارف کی طرف سے بھی ایسی کوئی ضمانت نہ ہو۔

۱۰۔۔۔: عقد کے شروع میں ہی بتلادیا جائے کہ نفع کی سیلنگ کا کیا مطلب ہے، اور کس مدت تک صارف کا کل حاصل شدہ نفع میں کس قدر حصہ ٪ ہوگا، اور بینک کا کس قدر ہوگا۔

۱۱۔۔۔: پورے کاروبار میں ایسی کوئی شرط نہ لگائی جائے، جو عقد کو فاسد کردینے والی ہے۔

۱۲۔۔۔: رننگ مشارکہ صرف ورکنگ کیپٹل میں ہوگی اور صرف operating activity میں ہوگی۔

۱۳۔۔۔: رننگ مشارکہ مختصر مدتی پالیسی ہے، جو کسی بھی صارف کو فراہم کی جائے گی۔

۱۴۔۔۔: لائبلیٹیز اور واجب الاداء دیون میں رننگ مشارکہ کی سہولت نہیں ہوگی۔

۱۵۔۔۔: نفع کی سیلنگ جس قدر مقرر ہوئی ہے، اس کے اندر اندر شرکاء کے نفع کا تناسب اور سیلنگ کے بعد شرکاء کے نفع کا تناسب مختلف ہوسکتا ہے۔ مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں شرکۃ العقد کے متعلق درج ہے کہ:

المادة (1333) يتضمن كل قسم من شركة العقد الوكالة , وذلك أن كل واحد من الشركاء وكيل للآخر في تصرفه يعني في البيع والشراء وفي تقبل العمل من الغير بالأجرة----وما شرط في الوكالة فيشترط على العموم في الشركة أن يكون الشركاء عاقلين ومميزين أيضاً.(9)

نفع کا استحقاق کیسے ہوتا ہے؟

رننگ مشارکہ میں نفع کی تقسیم کیسے ہوتی ہے؟ اس کی تفصیل جاننے سے پہلے ایک اصولی بات جاننا ضروری ہے، وہ اصولی بات یہ ہے کہ کسی بھی معاملہ میں نفع میں شرکت یا نفع کا استحقاق کیسے ہوتا ہے؟ فقہائے احناف کے نزدیک کسی بھی معاملہ میں نفع کا استحقاق تین اسباب کے ذریعہ ہوتا ہے، ان تین اسباب میں سے کوئی بھی سبب پایا جائے تو نفع میں سے حصہ کا مستحق ہوتا ہے، اور اگر ان میں سے کوئی سبب موجود نہ ہو، تو نفع کا استحقاق نہیں ہوتا، چنانچہ مجلۃ الاحکام العدلیہ میں درج ہے کہ:

المادة (1347) يكون الاستحقاق للربح أحياناً بالمال أو بالعمل وأحيانا أيضاً بالضمان---المادة (1348) إذا لم يوجد واحد من الأمور الثلاثة السالفة الذكر أي المال والعمل والضمان فلا استحقاق للربح. مثلا إذا قال أحد لآخر: اتجر أنت بمالك على أن يكون الربح مشتركا بيننا فلا يوجب الشركة, وفي هذه الصورة لا يأخذ حصة من الربح. مجلة الأحكام العدلية (ص: 259)

تشریح

مجلۃ الاحکام کی درج بالا عبارت نہایت جامع اور شاندار ہے، اس عبارت میں نفع کے استحقاق کے تین درجات اور اسباب بیان کیے گئے ہیں، ایک سبب نفع کے استحقاق کا مال ہے، یعنی کوئی شخص مال فراہم کرتا ہے، تاکہ اس کے مال سے کاروبار کیا جائے، جب مال کے ذریعہ کاروبار ہوگا، تو جس قدر نفع ملے گا، اس میں سے اس کو اس کے مال کی وجہ سے حصہ ملے گا، کیونکہ نفع کمانے کا سبب یہی مال ہوا ہے، جو اس نے فراہم کیا، لہذا نفع میں سے اس شخص کو حصہ ملے گا، جس نے رقم فراہم کی ہے، جیسے مضاربت میں رب المال کو نفع میں سے حصہ ملتا ہے، یہ اس کے مال کی وجہ سے ملتا ہے۔

دوسرا سبب نفع کے استحقاق کا عمل ہے، جیسے مضارب بالکل بھی رقم نہیں ملاتا ہے، اگر وہ اپنے پاس سے بھی رقم ملائے گا تو یہ شرکت کی صورت میں تبدیل ہو جائے گی، لیکن مضارب صرف کاروبار میں محنت کرتا ہے، اس کی طرف سے سرمایہ شامل نہیں ہوتا، وہ کاروبار میں لین دین کرتا رہتا ہے، اور جب نفع حاصل ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں اس کو طے شدہ تناسب سے نفع ملتا ہے، مضارب کو نفع ملنے کی بنیادی وجہ اس کا عمل ہے، نہ راس المال نہ ضمان، کیونکہ اگر مضارب سے مال کسی بھی کوتاہی کے بغیر تلف ہو جائے، کوئی نقصان ہو جائے تو یہ سارا نقصان رب

المال ہی کا سمجھا جاتا ہے، مضارب کا نہیں ہے۔ البتہ اگر مضارب کی طرف سے مال کی حفاظت میں کوتاہی ہو، تو ضمان اس کی کوتاہی اور تعدی کی وجہ سے لازم ہوگا۔

تیسرا سبب نفع کے استحقاق کا ضمان ہے، یعنی نہ مال فراہم کیا گیا، نہ عمل، لیکن ضمان اور گارنٹی فراہم کی گئی تو الغرم بالغنم کے تحت نفع میں استحقاق ثابت ہو جاتا ہے، جیسے شرکۃ الوجوہ میں ہوتا ہے کہ فریقین میں سے کسی طرف سے مال فراہم نہیں ہوتا، چنانچہ اگر شرکۃ الوجوہ میں ایک شریک محنت کرے، دوسرا نہ کرے، تو جو کچھ نفع ہو گا، اس میں دونوں کو حصہ ملے گا، یہاں حصہ ملنا ضمان کی وجہ سے ہے، کیونکہ شرکۃ الوجوہ میں ہر شریک اپنے ملکیتی تناسب کے لحاظ سے نقصان میں شامل ہوتا ہے، حاصل یہ ہے کہ نفع کے استحقاق کے تین ذرائع ہیں،

1---مال-- 2---- عمل---3---ضمان

رننگ مشارکہ میں نفع کا حساب وکتاب کیسے ہوتا ہے؟

رننگ مشارکہ میں نفع کا حساب یوں کیا جاتا ہے کہ بینک نے صارف کو جس قدر راس المال فراہم کیا ہے، وہ صارف کے اکاؤنٹ میں کتنی مدت تک رہا؟ اور اس مدت میں ٹوٹل نفع کس قدر حاصل ہوا؟ چنانچہ بطورِ مثال ہم فرض کر لیتے ہیں کہ بینک نے صارف کو یا کسی بھی کمپنی کو رننگ مشارکہ کے طور پر پالیسی دی، اور بینک کی طرف سے سرمایہ بیس لاکھ روپیہ فراہم کیا گیا، یہ ٹوٹل سرمایہ صارف / کمپنی کے اکاؤنٹ میں پانچ ماہ رہا، اور اس پانچ ماہ کے عرصہ میں صارف / کمپنی کو دس لاکھ روپیہ کا نفع ہوا، تو یہ ٹوٹل نفع اکاؤنٹ میں موجود رقم پر تقسیم ہو گا، پھر چھ ماہ میں جتنے یوم بنتے ہیں، ان پر تقسیم ہو گا، جس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ ایک روپیہ نے ایک دن میں کس قدر نفع کمایا، اس کو حساب النمر بھی کہا جاتا ہے، اور غیر سودی بینکوں میں جس قدر سیونگ اکاؤنٹس ہیں، ان میں نفع اسی حساب سے تقسیم ہوتا ہے، چنانچہ اس سلسلے میں حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم حساب النمر کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

The average balance of the contributions made to the musharkah account calculated on the basis of daily products shall be treated as the share capital of the financer.

The profit accruing at the end of the term shall be ealculated on daily product basis,and shall be distributed accordingly.[10]

چنانچہ اس حساب کے ذریعہ نفع کی تقسیم ہو جاتی ہے، اور جس قدر منافع کا تناسب فریقین کیلئے طے ہوا تھا، اسی تناسب سے فریقین کو حصہ مل جاتا ہے۔

حواشی

[1] ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی۔ المبسوط للسرخسي (11/ 151) طبع دارالمعرفة

[2] عبد الله بن محمد بن سليمان آفندى۔مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر (1/ 716)دارالكتب العلمية

[3] لجنة من العلماء۔ مجلة الأحكام العدلية (ص: 254) طبع نور محمد كارخانه تجارت كتب آرام باغ كراچى

[4] الحصكفى ۔الدر المختار (طبع سعيد) (4/ 305) كتابُ الشركة۔ وشركه عقد أي واقعة بسبب العقد قابلة للوكالة.وفى الشامية تحته : (قوله: وشرطها إلخ) أفاد أن كل صور عقود الشركة تتضمن الوكالة وذلك ليكون ما يستفاد بالتصرف مشتركا بينهما، فيتحقق حكم عقد الشركة المطلوب منه وهو الاشتراك في الربح إذ لو لم يكن كل منهما وكيلا عن صاحبه في النصف وأصيلا في الآخر لا يكون المستفاد مشتركا لاختصاص المشتري بالمشترى فتح۔

[5] الشركة المتغيرة ، للشيخ مولانا ارشاد احمد اعجاز صاحب۔ طبع آيوفى

[6] محمد تقى عثمانى ۔ بحوث فى قضايا فقهية معاصرة، المجلد٢ ص: ١٣١ ، طبع مكتبه دارالعلوم كراچى۔

[7] الكاساني ۔ علاؤ الدين ۔ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (6/ 59) كتاب الشركة۔(ومنها) : أن يكون الربح جزءا شائعا في الجملة، لا معينا، فإن عينا عشرة، أو مائة، أو نحو ذلك كانت الشركة فاسدة؛ لأن العقد يقتضي تحقق الشركة في الربح والتعيين يقطع الشركة لجواز أن لا يحصل من الربح إلا القدر المعين لأحدهما، فلا يتحقق الشركة في الربح.

[8] محمد بن فرامرز بن علي الشهير بملا - أو منلا أو المولى – خسرو ز درر الحكام شرح غرر الأحكام (2/ 321) دارالكتب العلمية

(وتساوي ماليهما لا الربح وبالعكس) أي تساوي الربح لا المالين لقوله - صلى الله عليه وسلم - «الربح على ما شرطا» والوضعية على قدر المالين مطلقا بلا فضل بخلاف شرط كل الربح لأحدهما لخروج العقد به عن الشركة

[9] مجلة الأحكام العدلية (ص: 255) نورمحمد كتب خانه

[10] Mufti Muhammad Taqi Usmani.

An Introduction to Islamic finance. Page 69.publisher Maktaba Maariful Quraan)